میلاد شریف

اور

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ

مصنفہ: سید نور محمد قادری

ناشر:
پیرزادہ سید عاشق حسین شاہ عارفی
سجادہ نشین: آستانہ عالیہ قادریہ چشتیہ صابریہ عارفیہ سرپرست اعلیٰ: جامعہ قادریہ عارفیہ (گکھڑ گیلان)

زیر اہتمام:
شہسوار فاؤنڈیشن شریف گیلان
چک گلاں غربی ڈسکہ سیالکوٹ

مصنف: سید نور محمد قادری

ناشر:
پیرزادہ سید عاشق حسین شاہ عارفی

سجادہ نشین: آستانہ عالیہ قادریہ چشتیہ صابریہ عارفیہ — سرپرست اعلیٰ: جامعہ قادریہ عارفیہ (گکھڑ گیلان)

زیر اہتمام:

شاہسوار فاؤنڈیشن گیلان شریف
چک گلاں، ڈسکہ سیالکوٹ

نام کتاب ______ میلاد شریف اور علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ

تحریر ______ سید نور محمد قادری

ناشر (باراول) ____ مجلس خدام اسلام لاہور۔

(باردوئم) ____ حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ کراچی۔

(بارسوئم) ____ حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ گیلان شریف۔

طباعت ______ علیم القلم محمد شریف چشتی صابری عارفی بن احمد دین قادریؒ۔

تلمیذ امام الخطاطین حضرت صوفی خورشید عالم خورشید رقم رحمۃ اللہ علیہ

تعداد ______ 500 .

تاریخ اشاعت ______ ۵ صفر المظفر ۱۴۲۹ ہجری بمطابق فروری 2008ء

مطبوعہ ______ ٹی .ایم . آرٹ پریس

ملنے کا پتہ

حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ گیلان شریف (چک گلاں غربی) ڈسکہ ضلع سیالکوٹ

انتساب

ان ہستیوں کے نام جن کی روحانی توجہات سے یہ پیغام میلاد شریف امت مسلمہ کو پہنچانے کا اعزاز ملا۔

آقائی ومولائی مرشدی قطب العالم فقیر بے بدل فقیر بے مثل فقیر محمدی فقیر فانی فی اللہ باقی باللہ حضور شاہ شاہاں خواجہ خواجگان حضرت شاہ محمد افضل قادری چشتی (صابری نظامی) قلندری المعروف افضل سرکار قدس سرہ العزیز۔

آقائی ومولائی مرشدی عاشقِ رسول حضور قبلہ ابدال قاضی علیم اللہ عارفی سرکار رحمتہ اللہ تعالی علیہ۔

والدِ گرامی حضور قبلہ پیر طریقت رہبر شریعت مرکز مہر و وفا
حضرت پیر سید شہسوار شاہ قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ۔
برادرِ محترم پیرزادہ سید فیض احمد شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ
آستانہ عالیہ قادریہ چشتیہ صابریہ عارفیہ گیلان شریف
ڈسکہ ضلع سیالکوٹ

اظہار تشکر

ہمارے ایک محترم قاری سیدّ محمدّ عبداللہ شاہ صاحب نے چند روز ہوئے مجھے ایک مقالہ بعنوان

''میلا دشریف اور علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ'' ارسال کیا۔

پاکستان میں مختلف ادارے اپنی مطبوعات مجھے وقتاً فوقتاً بھیجتے رہتے ہیں اس کے علاوہ انفرادی طور پر بھی کرم فرمائی ہوتی رہتی ہے اور تصانیف و تالیف بھی موصول ہوتی رہتی ہیں۔ عدیم الفرصتی کی وجہ سے ان کا جہاں تک ممکن ہوسکتا ہے۔ باری باری مطالعہ کرتی رہتی ہوں۔

ربیع الاوّل کے مبارک مہینہ کا ورُد شریف ہونے ہی والا ہے میں سوچتی تھی کہ کوئی حقیر سا تحفہ اپنے پیارے آقا و مولا حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کروں۔ جس کو آپ ﷺ کے ہاں شرفِ قبولیت عطا ہو۔ اور آپ کے اُمتیوں (بالخصوص گشتگانِ راہ) کو روحانی فائدہ حاصل ہو۔

اس مقالے کی تالیف کرنے والے ہمارے محترم قاری صاحب کے والدِ گرامی قبلہ سید نور محمد قادری صاحب ہیں۔ آپ نے جس عمدگی کے ساتھ اور فقیرانہ انداز میں یہ تالیف کی ہے وہ لائق تحسین ہے۔ علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ اور دوسرے اکابرین کی تقاریر و تحریر سے اقتباسات نہایت ہی اسلوب کے ساتھ اس میں اکٹھے کئے ہیں۔ ایسا لگتا ہے جیسے ایمان کے موتیوں کی انمول مالا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کارِ خیر کی احسن جزا عطا فرمائے۔

چونکہ اس مراسلے میں یہ تحریر تھا ''اگر اس کتابچہ کو کوئی صاحب شائع کرنا چاہیں تو عام اجازت ہے۔'' اس اجازت کی خلوصِ دل سے شکر گذار اور ممنون ہوں جو میری اس ادنیٰ سی کاوش

کا باعث بنی۔لہذا میں اس کو چھپوا کر اپنے روحانی عقیدت مندوں،دوسرے محبین اور مخلصین کے اندر تقسیم کر رہی ہوں تا کہ وہ اس ماہ میں زیادہ سے زیادہ جوش وعقیدت کے ساتھ محفلِ میلاد کروائیں۔اللہ تعالیٰ انہیں اس مقالے سے خوب دینی نفع عطا فرمائے۔(آمین)

یہ ایک المیہ ہے کہ آج ہم اس فسق وفجور کے دور میں اس حد تک گِر چکے ہیں کہ اب مسلمانوں کو میلاد شریف کی اہمیت بھی بتانا پڑتی ہے اس لیے غیر تو غیر ہمارے اپنے مسلمانوں کے اندر وہابی فرقے کے اس قدر اثرات بڑھ چکے ہیں کہ معاذ اللہ لوگ میلاد شریف کروانے کی بھی شرک سمجھنے لگ گئے ہیں۔ہم مسلمانوں کو اپنے دین کو صحیح طور پر جاننے کی فرصت ہی نہیں بس دنیا کمانے میں لگے ہوئے ہیں۔اگر گستاخانہ تحریریں سامنے آئی بھی ہیں تو کسی ردِعمل کے اظہار کرنے کی حس باقی نہیں ہے۔ابھی پچھلے دِنوں میری نظر سے محترم ومکرّم پیر کرم شاہ الازہری جج فیڈرل شریعت کورٹ کے ایک طویل انٹرویو پڑھنے کا اتفاق ہوا یہ ماہنامہ ''سیارہ ڈائجسٹ'' مارچ 1994ء کے شمارے میں شائع ہوا۔

انہوں نے اس میں تبلیغی جماعت کے بارے میں جو دِل خراش انکشاف کیا۔وہ یہ تھا کہ اس جماعت کے نصاب میں بیس صفحے درود شریف کے بارے میں تھے جو کہ اب نکال دیئے گئے ہیں اور اس طرح جہاد کا بھی۔

جہاد کا ذِکر جس طرح اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں فرمایا۔وہ ہر راسخ العقیدہ مسلمان پر فرض ہے۔اور درود شریف کے بارے میں فرمایا کہ اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں اور پھر مسلمانوں کو اس وظیفے کا یوں حکم دیا گیا کہ ''اے ایمان والو!تم بھی نبی پر اس طرح درود وسلام بھیجو(جیسا کے حق ہے) بہرحال اور بھی بہت سی چیزیں سامنے آتی رہتی ہیں۔جب تک حضورﷺ کی محبت صِدق واخلاص سے دل میں پیدا نہیں ہوتی اس وقت تک وہاں ایمان داخل نہیں ہوسکتا۔ظاہری شکل وصورت یہ ساری چیزوں کے بارے میں حضورﷺ نے ارشاد فرمایا ہے

کہ ''ایک وقت آئے گا جب تمہیں لوگوں کی عبادات وغیرہ دیکھ کر اپنی عبادات ہیچ نظر آئیں گی۔ مگر حقیقت یہ ہوگی کہ قران اُن کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ آج کے دور میں گلی گلی کوچے کوچے درس قرآن شروع کئے جا رہے ہیں۔

حضور ﷺ کی حدیث شریف ہے۔

''آپ ﷺ نے فرمایا یہ علم (یعنی کتاب وسنت کا علم) دین ہے۔ پس جب تم اس کو حاصل کرو تو یہ دیکھ لو کہ کس سے اپنا دین حاصل کر رہے ہو۔''

لارنس آف عریبیا کی بدنام شخصیت سے کون واقف نہیں وہ انگریز تھا۔ داڑھی رکھی، عربوں سے بہتر عربی بولتا تھا۔ کافی مدت تک ان کو نماز پڑھاتا رہا۔ فتوے دیتا رہا۔ اور عرب لوگ اس کی امامت میں نماز پڑھتے رہے۔ کوئی اس کو پکڑ نہ سکا کہ یہ دشمن دین ہے۔ چنانچہ 1935ء میں جب وہ ہندوستان آیا تو اس نے اپنا نام پیر کرم شاہ رکھا اور اپنا سلسلہ چشتیہ صابریہ بتایا اور خود کو حضرت امداد اللہ مکی کا خلیفہ ظاہر کیا۔ اس نے امرتسر میں ایک زبردست خطبہ دیا۔ بہت سے لوگوں نے بیعت بھی کی۔ اس نے یہاں شادی بھی کی اور یہ شادی مرحوم وزیراعظم مقبوضہ کشمیر (شیخ عبداللہ) کی بیگم سے کی پھر طلاق ہوئی اور پھر شیخ صاحب مرحوم سے شادی ہوئی۔ جب بھید کھلنے کو آیا تو وہ اپنا مشن مکمل کر چکا تھا اور ہندوستان سے غائب ہوگیا۔ انسان جس طرح اپنے دنیاوی مال کی حفاظت کرتا ہے۔ اسی طرح اُس پر فرض ہے کہ دل کی دولت (یعنی ایمان کی) حفاظت دنیاوی دولت سے بڑھ چڑھ کر کرے۔ اسے بدمذاہب اور گستاخان رسول کے ڈاکے سے محفوظ رکھے۔ اور اپنی غفلت کے لیے معذرت کا بہانہ نہ ڈھونڈے کہ عذر گناہ بدتر از گناہ است۔

جب حضور ﷺ نے اپنے مشن کا اعلان کیا تو پھر کفار مشرک، یہودی، نصرانی، مجوسی سبھی ریشہ دوانیوں میں مصروف ہوگئے۔ انہوں نے بڑی تحقیق کے بعد یہ لائحہ عمل اختیار کیا کہ

مسلمانوں میں پھوٹ ڈلوادی جائے۔ان کی وحدت کو پارہ پارہ کردیا جائے اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب کہ ان کے دلوں سے اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی عظمت محبت اور ادب ختم کردیا جائے وہ دیکھتے تھے کہ صحابۂ کرام اتنے وارفتہ محبت تھے کہ حضور ﷺ کا پسینہ مبارک شیشیوں میں بند کر لیتے تھے۔اس میں گلاب کی خوشبو آتی تھی۔حضور ﷺ کا پس خوردہ اور نوش کیا ہوا پانی چھوڑتے نہ تھے اور حضور ﷺ پر اپنی جان تک نثار کرنے کے موقعہ کی تلاش میں رہتے۔ منافقین یہ سب چیزیں دیکھ چکے تھے اور وہ اس محبت و ادب کو ہی اس عظیم عمارت کی بنیاد سمجھتے تھے۔لہذا جب بنیاد ہی نہ رہے گی تو عمارت خود بخود گر پڑے گی۔یہ سب منافقین جو اسلام لائے زبانی کلامی، دل سے سخت دشمن تھے۔پھر مسلمانوں میں طرح طرح کے نزاعی امور کھڑے ہوگئے اور صرف خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو طبعی موت حاصل ہوئی۔باقی تینوں خلفائے راشدین شہید کئے گئے اس کے بعد جو حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا گیا۔وہ بھی آپ کو معلوم ہے۔یہ سلسلہ ابھی تک ختم نہیں ہوا۔اب تو بھیس بدل کر منافقین کی تعداد مسلمانان عالم میں بہت زیادہ ہے۔اور ان کو یہاں تک کامیابی ہوئی کہ عام سیدھا سادہ مسلمان بھی حضور ﷺ سے محبت اور ادب کو شرک سمجھنے لگا۔اس کا نتیجہ کیا ہوا۔وہ اپ سامنے دیکھ رہے ہیں۔روئے زمین پر چالیس کے قریب مسلمان ممالک ہیں۔دنیاوی وسائل بے شمار ہیں۔لیکن سب سے مظلوم و ذلیل قوم مسلمان ہے۔ان کو دو چار یا دس کی تعداد میں شہید نہیں کیا جاتا بلکہ ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں شہید کیا جاتا ہے۔اور آج یہ ایک دوسرے کے لئے آواز اٹھانے کو بھی تیار نہیں۔ان کی ایک ایک کی حیثیت ختم کردی گئی ہے۔سب امریکہ اور برطانیہ کے پاؤں پر پڑے ہوئے ہیں اور ان کے رحم و کرم پر ہیں۔اس سے پہلے روس کے پاؤں چاٹتے تھے اور کمیونزم اور سوشلزم میں ہی اپنی نجات دیکھتے لہذا عرب اور مشرق وسطیٰ کے ممالک کمیونسٹ اور سوشلسٹ ہوگئے۔پھر روس میں جو انقلاب آیا وہ ان کو بھی بہا کر لے گیا۔اور

پھر یہ یتیم ہو گئے۔ اور امریکہ کو مائی باپ بنا لیا۔ بات لمبی ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے گناہ معاف فرمائے اور ہمارے دلوں میں اللہ تعالیٰ اور حضور ﷺ کی سچی محبت عطا فرمائے اور ہمیشہ راسخ العقیدہ مسلمان بنائے۔

میری ایک استدعا ہے کہ کسی کو دوست بناتے وقت اس کے مذہب اور عقیدے کی چھان بین کر لیا کریں۔ انسان کا مقصد صرف اور صرف اچھے ڈنر کھا لینا اور تقاریب میں شمولیت ہی نہیں۔ حضور ﷺ کی اس حدیث شریف کو نہ بھولیں۔

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول مقبول ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کے مذہب پر اس کے دوست کا بھی اثر ہوتا ہے۔ پس آدمی کو چاہئے کہ اچھی طرح دیکھ لیا کرے کہ کس کو دوست بنانے لگا ہے۔

دعا گو و دعا جو

بیگم راشدہ صدیقی

قادری چشتی صابری عارفی

المعروف رابعہ ثانی

اظہار تشکر

ہماری مکرمہ محترمہ عزت وعصمت مآب حضرت بیگم راشدہ صدیقی المروف رابعہ ثانی سرکار قادری چشتی صابری عارفی سلمہا اللہ تعالیٰ کی نظر کرم کا فیض اور آپ سے عقیدت ومحبت کی نسبت زیرِ عنوان کتابچہ پرنٹ کروا کر عاشقانِ آقائے دو جہاں سید الاولین وآخرین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے میلاد شریف کے موقع پر تقسیم کرنے کی سعادت حاصل کی جارہی ہے۔

سگِ افضلؒ سرکار

غلام علیم اللہؒ عارفی وقلندرہ رابعہ ثانی سرکار۔

احقر

عاشق حسین عارفی

O☆O

اللہ کی سر تابقدم شان ہیں یہ
ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں
ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ

اعلیٰ حضرت بریلوی رحمتہ اللہ علیہ

حضور اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کی خوشی میں عقیدت و محبت کے اظہار کے لئے جو تقریب منعقد کی جاتی ہے اسے اصطلاحاً ''میلاد شریف'' کہا جاتا ہے اور یہ اصطلاح اس طرح حضور اکرم ﷺ کے یوم ولادت کے ساتھ مخصوص ہے کہ صحابہؓ کرام اور آئمہ اہل بیت میں سے کسی کے بھی یوم ولادت کو ''میلاد شریف'' کے نام سے نہیں پکارا جاتا یا ایسا کہنے کو سوئے ادب اور گستاخی سمجھا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب مہدوی فرقہ نے حیدر آباد دکن میں ایک سازش کے ذریعے سرکاری جنتری میں سید محمد مہدی جونپوری کے یوم پیدائش کے خانہ میں ''میلاد شریف'' کا لفظ چھپوالیا تو پورے ہندوستان میں عاشقان رسول ﷺ میں احتجاج کی زبردست لہر دوڑ گئی اور جب تک سرکاری جنتری میں سے مہدی جونپوری کے نام کے سامنے سے میلاد شریف کے لفظ کو نکال نہ دیا گیا۔ حضور اکرم ﷺ کے غلاموں نے چین کا سانس نہ لیا۔

جناب پروفیسر الیاس برنی مرحوم نے اس قصہ بلکہ قضیہ کو اپنے خط بنام شاہ حسین میاں سجادہ نشین دربار پھلواری شریف میں اس طرح بیان کیا ہے۔

''میلاد شریف کا قصہ یہ ہے کہ یہاں ایک سرکاری جنتری شائع ہوتی ہے جس میں تعطیلات بھی درج رہتی ہیں۔ تعطیلات کے سلسلہ میں دوازدہم شریف' یازدہم شریف' فاتحہ' عرس یہ اصطلاحات استعمال ہوتی ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ' کی تعطیل میں لفظ ''ولادت'' استعمال ہوتا ہے تاکہ میلاد مبارک سے امتیاز رہے لیکن اپنے اثرات اور مسلمانوں کی عدم توجہی سے فائدہ اٹھا کر اسی جماعت نے سید محمد جونپوری کی تعطیل میں لفظ ''میلاد شریف'' درج کرالیا' حالانکہ کم از کم حیدر آباد میں میلاد شریف رسول اللہ ﷺ کے واسطے مخصوص رکھتے ہیں حتیٰ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے واسطے لفظ ''ولادت'' استعمال کرتے ہیں کہ اصطلاحات میں بھی فرق مراتب ملحوظ رہے' اول خانگی طور سے مہدوی جماعت کو اس فرق پر توجہ دلائی گئی لیکن جب وہ راضی نہ ہوئی تو حکم ہوگیا کہ سرکاری جنتری میں لفظ ''میلاد شریف'' درج نہ ہوگا۔ مہدوی اپنے طور پر لکھیں تو وہ

جائیں" ۱

غرض کہ امت محمدیہ اس مقدس دن کو بڑے ادب' احترام اور اہتمام سے مناتی آ رہی ہے لیکن بدقسمتی سے دیوبندی حضرات (باشتنائے چند اس مبارک و مسعود دن کی اہمیت کو کم کرنے کے لئے اسے بدعت قرار دیتے ہیں اور جہاں بس چلے تو مولود شریف کو روکنے اور بند کرنے یا کرانے کے لئے کسی قسم کا حربہ استعمال کرنے سے نہیں ہچکچاتے مثلاً جب نواب صدیق حسن خاں ریاست بھوپال کے سیاہ وسفید کے مالک بنے تو ریاست میں میلاد شریف کی مجالس کو حکماً بند کرا دیا۔ محترمہ آبرو بیگم صاحبہ نے اس مسئلہ کو نواب سلطان جہاں بیگم سابق فرمانبروا بھوپال کی زبانی اس طرح بیان کیا ہے۔

"اثنائے گفتگو میں ہر ہائینس نواب سلطان جہاں بیگم صاحبہ جی۔ سی۔ ایس۔ آئی فرمانروائے بھوپال دام اقبالہا نے مجھ سے فرمایا کہ جس زمانے میں نواب صدیق حسن خاں صاحب مرحوم نے محفل میلاد کی رسم بھوپال میں موقوف کر دی تھی ایک روز مجھے اس کی نسبت بہت افسوس کے ساتھ خیال آیا کہ ایسی متبرک محفل کو اپنے یہاں کیوں کر قائم کروں۔

بار بار مجھے رسول اللہ ﷺ کی محبت مجبور کرتی تھی کہ میں آپ کی ولادت کے دن اپنے یہاں خوشی کا اظہار کروں لیکن اس مصلحت سے میں اور عالی جناب نواب سلطان الدولہ صاحب مرحوم نور اللہ مرقدہٗ اپنے دلی ارادے میں ناکامیاب رہتے تھے کہ محترمہ سرکار خلد مکاں اور نواب صدیق خاں صاحب ضرور یہ تصور فرمائیں گے کہ ہماری رائے کے خلاف محفل میلاد جاری کی ہے۔ تب میں نے خدا سے التجا کی کہ حضرت ﷺ کی پیدائش کے دن میرے یہاں کوئی خوشی کی تقریب ہو جائے تاکہ مجھے اس حیلے سے عین ولادت کے دن مسرت ظاہر کرنے کا موقع حاصل ہو۔ قدرت الٰہی اور معجزۂ حضرت رسول مقبول ﷺ غور کے قابل ہے کہ صاحبزادی آصف جہاں صاحبہ مرحومہ کے بعد پندرہ سال تک کوئی اولاد مجھے نہیں ہوئی اور سب کو

---

۱ رسالہ نقوش خطوط نمبر حصہ اول اپریل مئی ۱۹۶۸ء صفحہ ۴۸-۴۸۱

یہ ہی یقین تھا کہ اب اولاد نہ ہوگی۔ لیکن خدا تعالیٰ نے میری التجا سنی اور 8 ربیع الاول بہ روز سعید صاجبزادہ حمید اللہ خاں صاحب زاد اللہ عمرہٗ پیدا ہوئے اور مجھے اس روز سعید کو خوشی کے اظہار کا موقع مل گیا۔ اس دن سے اب تک ہر سال 8 ربیع الاول کو عید میلاد اس طرح منائی جاتی ہے کہ مسجد میں خوب روشنی کی جاتی ہے اور سوا لاکھ درود شریف کا ثواب پہنچایا جاتا ہے۔ عمدہ طعام پکا کر غربا اور دوستوں کو تقسیم کیا جاتا ہے۔''[۲]

میلاد مبارک کو حکماً بند کرانے کے فیصلہ کا نتیجہ نواب صاحب کے حق میں بہت برا نکلا اور وہ جلد ہی معزول کر دیے گئے۔ سید فتح علی شاہ صاحب ساکن کھر وٹہ سیداں ضلع سیالکوٹ تحریر کرتے ہیں۔

''میرے زمانے میں دو واقعات عبرت انگیز واقع ہوئے ہیں۔

اول: نواب محمد علی خاں بہادر والی ٹونک نے ایک کتاب ''مراۃ السنۃ السنیہ لرد فتح المجالس المولدیہ'' لکھی اس میں مجالس میلاد کے متعلق بہت سخت سست لکھا آخر چند روز کے بعد ہی حکومت ٹونک سے معزول کر کے بنارس میں نظر بند کیے گئے۔

دوم: نواب صدیق الحسن بہادر نے ریاست بھوپال میں امیر الملک والا جاہ کا خطاب حاصل کیا۔ کسی نے اتفاقاً ان کے زیر حکومت محفل میلاد منعقد کی۔ نواب صاحب نے اس کو سخت دھمکایا اور حکم دیا کہ اس کا مکان کھود کر معدوم کیا جائے۔ تھوڑے ہی دن گزرے کہ نوابی جاتی رہی کسی نے معزول کی تاریخ یوں لکھی ہے۔

چوں نواب بھوپال معزول شد
بگیرید پند ایہا الغافلوں
پے سال تاریخ ہاتف زغیب
چنیں گفت لایفلح الظالموں[۳]

---

[۲] سبیل الرشاد مرتبہ سید ممتاز علی مطبوعہ لاہور ۱۹۳۲ء صفحہ ۶۸-۶۹

[۳] الارشاد الی مباحث المیلاد تالیف علامہ محمد عالم آسی امرتسر ۱۹۳۲ء صفحہ ۳۳-۳۴

حکیم الامت حضرت علامہ محمد اقبال رحمتہ اللہ علیہ عاشق رسول ﷺ تھے میلاد شریف کی مجالس میں خود شرکت فرماتے اور عوام کو ان بابرکت مجالس میں شرکت کے لئے تلقین کرتے اور جب انہیں معلوم ہوتا کہ فلاں علاقہ میں میلاد شریف کی مجالس منعقد ہوتی ہیں تو بہت خوش ہوتے۔ تفصیل ملاحظہ ہو۔

1- لاہور میں میلاد شریف کا باقاعدہ اجتماع 1911ء میں اسلامیہ کالج لاہور میں منعقد ہوا جس کی صدارت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ دربار علی پور شریف (سیالکوٹ) نے کی مقررین میں حضرت علامہ اقبال بھی شامل تھے۔ اس متبرک جلسہ کی روئداد رسالہ ''تہذیب نسواں'' میں شائع ہوئی جو درج ذیل ہے۔

''ہمیں اس بات کے دیکھنے سے بہت خوشی ہوئی کہ ''تہذیب نسواں'' کا پچھلے سال کا ننھا سا بویا ہوا بیج' اس سال اچھا پھل لایا۔ اس سال کے بڑے نامی اخباروں نے عید میلاد کے خاص پرچے (نمبر) نکالے ... علماء مجتہدین نے عید میلاد کو قومی طور پر منانا نہایت ضروری سمجھا اور اس کے لیے اشتہار جاری کئے۔ لاہور میں حضرت صوفی حاجی حافظ سید جماعت علی شاہ کی طرف سے اہل اسلام شہر کو عام منادی کی گئی کہ تمام دکاندار اور اہل حرفہ اپنا اپنا کام بند رکھیں اور دن بھر عید منائیں۔ چنانچہ اسی طرح کیا گیا۔

نماز ظہر کے بعد نماز عشاء تک اسلامیہ کالج لاہور میں عظیم الشان جلسہ رہا۔ جس میں علمائے دین اور مشاہیر واعظ اور خوش بیان لیکچرار' تقریریں اور وعظ کرتے رہے۔ شیریں بیان شاعروں نے نہایت موثر نظمیں پڑھیں۔ اثر کا یہ حال تھا کہ بعض وقت لوگ بے تاب ہو کر چیخیں مارتے تھے۔

ڈاکٹر محمد اقبال نے نہایت خوبی سے لوگوں کو یہ بات سمجھائی کہ جلسے صرف تماشا نہیں بلکہ قومیت کو مضبوط کرنے اور اگلی پچھلی قوم کی شخصیت کو ایک کرنے کے لئے ان کا ہونا بہت

ضروری ہے۔انہوں نے کہا کہ جب تک ساری قوم اپنے بزرگوں کے حالات سن کر خود ان عظیم الشان بزرگوں کی ذریت ہونے کا فخر اور گھمنڈ دل میں نہ پیدا کرے گی۔تب تک ان کے سینوں میں الوالعزمی اور بلند حوصلگی جوش زن نہیں ہوسکتی۔

شیخ عبدالقادر نے بہت خوبی سے پیغمبر خدا کے احسانات کا ذکر شروع کیا اور کہا کہ ان احسانوں کو کوئی کس طرح بیان کرسکتا ہے جن کی کوئی حدو غایت نہیں۔میں گنہگار اس بھاری کام سے کس طرح عہدہ برآ ہوسکتا ہوں۔میں تبرکا اس سلسلہ عظیم کی ابتداء اور انتہا میں صرف دو باتوں کا کچھ ذکر کروں گا۔پھر انہوں نے بتایا کہ سب سے اول احسان آپ کا ''قرآن پاک'' ہے جو وہ اُمت کے لیے لے کر آئے اور سب سے آخیر احسان قیامت کو آپ کی شفاعت ہوگی۔

مسٹر ظفر علی خاں بی۔اے نے نہایت پر جوش تقریر کی اور افسوس سے کہا کہ لاہور میں کم از کم مسلمانوں کی ایک لاکھ آبادی ہے' جس میں پچاس ہزار عورتیں سمجھ لو۔پچاس ہزار مردوں کو لازم تھا کہ وہ سب آج اس کالج کے میدان میں ہوتے اور اس کالج کے گرد نعرہ ''یارسول اللہ'' لگاتے اور درود شریف کے ذکر سے یہ میدان گونج اٹھتا۔

شمس العلماء مفتی عبداللہ صاحب (ٹونکی) شمس العلماء مولوی عبدالحکیم صاحب پیر حاجی سید جماعت علی شاہ صاحب نے رسول خدا ﷺ کے اخلاق وشمائل پر تقریریں کیں۔[۴]

2- 1929ء اور 1930ء میں حضرت علامہ اقبال رحمت اللہ علیہ نے سجادہ نشین صاحبان علمائے کرام مشاہیر قوم اور سیاسی اکابرین کے ساتھ مل کر میلاد شریف کو منانے کے لئے اخبارات میں مندرجہ ذیل اپیل شائع کی۔

''اتحاد اسلام کی تقویت۔حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام و اجلال' حضور کی سیرت پاک کی اشاعت اور ملک میں بانیان مذاہب کا صحیح احترام قائم کرنے کے لئے 12 ربیع الاول کو ہندوستان کے طول وعرض میں ایسے عظیم ترین تبلیغی جلسوں اور مظاہروں کا انتظام

---

۴ سبیل الرشاد مرتب سید ممتاز علی لاہور ۱۹۳۴ء صفحہ ۳۴-۳۵

کیا جائے۔ جو حضور سید المرسلین ﷺ کی عظمتِ قدر کے شایانِ شان ہوں اور جنہیں دنیا محسوس کر سکے۔ اس دن ہر ایک آبادی میں علم اسلام بلند کیا جائے اور تمام فرزندان اسلام بلا استثناء اس علم کے نیچے جمع ہو کر خداوند پاک سے عہد کریں کہ وہ ہر قدم پر رسول اللہ ﷺ کا نقش قدم تلاش کریں گے۔ ان ہی کی محبت میں زندہ رہیں گے اور ان ہی کی اطاعت میں جان دیں گے۔

انجمن حمایت اسلام کی جنرل کونسل نے قوم کی اس متحدہ آواز پر لبیک کہتے ہوئے فیصلہ کیا ہے کہ یوم ولادت سرور کائنات ﷺ کو اسلامیہ کالج کے وسیع میدان میں ایک عظیم الشان جلسہ کر کے لاہور میں اسوۂ رسول روحی فداہ کی اشاعت کرے اور اس شان سے حضور ﷺ کے احترام و اجلال کا علم بلند کرے کہ 12 ربیع الاول کے دن لاہور کا ایک ایک گوشہ "وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ" کی تصویر بن جائے۔

مسلمانان لاہور میں ہزار ہا اختلافات موجود ہوں گے لیکن حضور سید عالم کے عشق و احترام کے بارے میں کوئی اختلاف موجود نہیں ہے اس واسطے انجمن حمایت اسلام بلحاظ اختلاف تمام برادران اسلام سے اپیل کرتی ہے کہ وہ انجمن کے ساتھ مل کر حضور ﷺ کے پاک نام اور مبارک کام کو دنیا میں بلند رکھنے کے لئے ایسی گرم جوشی اور عزم و ہمت کے ساتھ کام کریں کہ 12 ربیع الاول کے دن ایک خدا کے ماننے والے اور ایک نبی کے نام لیوا "المسلمونک رَجَلِ وَاحد" کی تصویر بن جائیں۔ [۵]

اس اپیل پر حضرت علامہ کے علاوہ جن اکابرین ملت نے دستخط کئے ہیں۔ ان میں سے چند اہم نام یہ ہیں۔

"1- سید غلام بھیک نیرنگ، انبالہ
2- مولانا غلام مرشد، لاہور
3- مولانا شوکت علی، بمبئی
4- مولانا حسرت موہانی، موہان
5- پیر سید مہر علی شاہ، گولڑہ شریف
6- مولانا قطب الدین عبدالوالی، لکھنو

---

۵ اقبال ریویو جولائی ۱۹۷۸ء مضمون محمد حنیف شاہد صفحہ ۷۶-۷۷

7-دیوان سید محمد، پاک پتن شریف — 8-مولانا قمر الدین، سیال شریف
9-مولانا فاخر، الہ آباد — 10-مولانا سید حبیب، مدیر "سیاست"
11-پیر سید فضل شاہ، جلالپور شریف — 12-مولانا علی الحائری، لاہور
13-اور مولانا محمد شفیع داؤدی۔ بہار وغیرہم"

جون 1931ء میں تحریک یوم النبی کے افتتاح کا اعلان کرتے ہوئے حضرت علامہ اقبال نے مسلم زعما اور اکابر ملت کے ہمراہ ملت اسلامیہ کی خدمت میں یہ اپیل کی۔

"حضرت محمد ﷺ کی تعلیم و تربیت کا آفتاب ساڑھے تیرہ سو سال گزرنے پر بھی نصف النہار پر ہے اور انشاء اللہ تا قیامت زوال پذیر نہ ہوگا۔ ہمارے سلف صالحین نے تبلیغ اسلام میں اپنا خون اور پسینہ ایک کر دیا تھا اور ہر زمانہ کے ذرائع کو حد شریعت کے اندر رہ کر استعمال کیا تھا، آؤ ہم سب مل کر موجودہ زمانہ کے موثر اور مفید ذریعہ تبلیغ کو اختیار کریں اور اس فرض تبلیغ کو ادا کریں جو ہمارے ہادی اور تمام عالم کے محسن کامل ﷺ نے "بلغوا عنی.." فرما کر ہم پر فرض کر دیا ہے۔

ہماری استدعا ہے کہ تمام ہندوستان کے طول و عرض میں سیرت النبی کی اشاعت کے لئے ایک ہی دن تبلیغی جلسے کئے جائیں۔ ایسے جلسے جو حضور ﷺ کی رفعت قدر کے شایانِ شان ہوں اور جنہیں دنیا محسوس کر سکے، چوں کہ ان جلسوں کو 12 ربیع الاول سے طبعی مناسبت ہے کہ یہ تاریخ تمام مبلغین وحی کے سردار اور دنیا کے مبلغ اکبر کے پیدا ہونے اور فرائض تبلیغ ادا کر کے رحلت فرمانے کی تاریخ ہے اس واسطے یہ تبلیغی جلسے 12 ربیع الاول کو کئے جائیں۔ اور تمام شہروں میں انتظام کے لئے معزز لوگوں کی سیرت کمیٹیاں بنادی جائیں۔ اس دن تمام فرزندان اسلام علم اسلام کے نیچے جمع ہو کر یہ اقرار کریں کہ ہم ہر قدم پر اسوہ رسول کی پیروی کریں گے اور ہماری نماز، قربانی، زندگی اور موت اللہ کے لئے وقف ہوگی۔" [۶]

---

۶ ایضاً صفحہ ۱۸۱

اس موقع پر جن اکابر اسلام نے حضرت علامہ کا ساتھ دیا ان میں سے چند یہ ہیں۔

1- مفتی نثار احمد' آگرہ	2- میاں سر محمد شفیع' لاہور
3- مولانا شوکت علی' دہلی	4- مولانا سید غلام بھیک نیرنگ' انبالہ
5- پیر سید مہر علی شاہ' گولڑہ شریف	6- مولانا سید حبیب' لاہور
7- مولانا حسرت موہانی	8- مولانا محمد سجاد' بہار
9- مولانا کشفی نظامی	10- ڈاکٹر شفاعت احمد خاں
11- مولانا غلام مرشد' لاہور اور	12- مولانا سید علی حائری' لاہور وغیرہ [۷]

حضرت علامہ اقبال نے ''محفل میلاد النبی'' میں ایک دفعہ تقریر کی جسے اخبار ''زمیندار'' نے شائع کیا۔ آثار اقبال کے مرتب نے حضرت علامہ کی اس تقریر کو اپنے مختصر نوٹ کے ساتھ ''آثار اقبال'' میں شائع کیا ہے۔ وہ نوٹ اور تقریر درج ذیل ہے۔

مرتب کا نوٹ۔

''میلاد مبارک کی محفلوں کو ایک جماعت نے اپنے نادانشمندانہ غلو سے کام لے کر محض ایک مجموعہ رسوم بنا دیا ہے۔ دوسری طرف اس کے مقابلہ میں ایک ایسی جماعت پیدا ہوگئی ہے جو سرے سے ان محفلوں ہی کو مٹا دینا چاہتی ہے۔ حضرت اقبال نے ایک موقع پر اس باب مین جو خیالات ظاہر فرمائے ہیں وہ اتنی بڑی حد تک معقول و معتدل ہیں کہ ان کی تقریر کی رپورٹ کو ''زمیندار'' کے صفحات سے لے کر ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ [۸]

حضرت علامہ کا بیان:

''زمانہ ہمیشہ بدلتا رہتا ہے انسانوں کی طبائع اُن کے افکار اور ان کے نقطہ ہائے نگاہ بھی زمانے کے ساتھ ہی بدلتے رہتے ہیں۔ لہٰذا تہواروں کے منانے کے طریقے اور مراسم بھی ہمیشہ متغیر ہوتے رہتے ہیں اور اُن سے استفادہ کے طریق بھی بدلتے رہتے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ

---

۷ ایضاً صفحہ ۸

۸ آثار اقبال مرتب غلام دستگیر رشید حیدر آباد دکن ۱۹۲۶ء بار دوم صفحہ ۵-۳

ہم بھی اپنے مقدس دنوں مراسم پر غور کریں اور جو تبدیلیاں افکار کی تغیرات سے ہونی لازم ہیں اُن کو مدنظر رکھیں۔

منجملہ اُن مقدس ایام کے جو مسلمانوں کے لئے مخصوص کئے گئے ہیں ایک ''میلاد النبیؐ'' کا مبارک دن بھی ہے میرے نزدیک انسانوں کی دماغی اور قلبی تربیت کے لئے نہایت ضروری ہے کہ اُن کے عقیدے کے رو سے زندگی کا جو نمونہ بہترین ہو وہ ہر وقت اُن کے سامنے رہے۔ چنانچہ مسلمانوں کے لئے اسی وجہ سے ضروری ہے کہ وہ اسوۂ رسول ﷺ کو مدنظر رکھیں تا کہ جذبہ تقلید اور جذبہ عمل قائم رہے۔ ان جذبات کو قائم رکھنے کے تین طریقے ہیں پہلا طریق تو درودؐ وصلوۃ ہے جو مسلمانوں کی زندگی کا جزولاینفک بن چکا ہے۔ وہ ہر وقت درود پڑھنے کے مواقع نکالتے رہتے ہیں۔ عرب کے متعلق میں نے سنا ہے کہ کہیں بازار میں دو آدمی لڑ پڑتے ہیں اور تیسرا بہ آواز بلند اللھم صل علیٰ سیدنا و بارک وسلم پڑھ دیتا ہے تو لڑائی فوراً رک جاتی ہے۔ اور متخاصمین ایک دوسرے پر ہاتھ اُٹھانے سے فوراً باز آ جاتے ہیں۔ یہ درود کا اثر ہے اور لازم ہے کہ جس پر درود پڑھا جائے اس کی یاد قلوب کے اندر اثر پیدا کرے۔

پہلا طریق انفرادی دوسرا اجتماعی مسلمان کثیر تعداد میں جمع ہوں اور ایک شخص جو حضور آقائے دو جہاں ﷺ کے سوانح حیات سے پوری طرح باخبر ہو۔ آپ کی سوانح زندگی بیان کرے تا کہ اُن کی تقلید کا ذوق وشوق مسلمانوں کے قلوب میں پیدا ہو۔ اس طریق پر عمل پیرا ہونے کے لئے ہم سب آج جمع ہوئے ہیں۔

تیسرا طریقہ اگرچہ مشکل ہے لیکن بہرحال اس کا بیان کرنا ضروری ہے وہ طریقہ یہ ہے کہ یاد رسول ﷺ اس کثرت سے اور ایسے انداز میں کی جائے کہ انسان کا قلب نبوت کے مختلف پہلوؤں کا خود مظہر ہو جائے یعنی آج سے تیرہ سو سال پہلے جو کیفیت حضور سرور عالم ﷺ کے وجودِ مقدس سے ہویدا تھی۔ وہ آج تمہارے قلوب کے اندر پیدا ہو جائے

حضرت مولانا روم فرماتے ہیں۔

آدمی دیداست باقی پوست است

دید آنست آنکہ دید دوست است

یہ جوہر انسانی کا انتہائے کمال ہے کہ اسے دوست کے سوا اور کسی چیز کی دید سے مطلب نہ رہے۔ یہ طریقہ بہت مشکل ہے کتابوں کے پڑھنے یا میری تقریر سننے سے نہیں آئے گا۔ اس کے لئے کچھ مدت نیکیوں اور بزرگوں کی صحبت میں بیٹھ کر روحانی انوار حاصل کرنا ضروری ہے۔ اگر یہ میسر نہ ہو تو پھر ہمارے لئے یہی طریقہ غنیمت ہے جس پر آج عمل پیرا ہیں۔

اب سوال یہ ہے کے اس طریق پر عمل کرنے کے لئے کیا کیا جائے؟ پچاس سال سے شور برپا ہے کہ مسلمانوں کو تعلیم حاصل کرنی چاہئیے لیکن جہاں تک میں نے غور کیا ہے تعلیم سے زیادہ اس قوم کی تربیت ضروری ہے اور ملی اعتبار سے یہ تربیت علماء کے ہاتھ میں ہے۔ اسلام ایک خالص تعلیمی تحریک ہے صدر اسلام میں اسکول نہ تھے کالج نہ تھے۔ یونیورسٹیاں نہ تھیں لیکن تعلیم و تربیت اسکی ہر چیز میں تھی۔ خطبہ، جمعہ خطبہ عید، حج، وعظ غرض تعلیم و تربیت عوام کے بے شمار مواقع اسلام نے بہم پہنچائے ہیں لیکن افسوس کہ علماء کی تعلیم کا کوئی صحیح نظام قائم نہ رہا اور اگر کوئی رہا بھی تو اس کا طریق عمل ایسا رہا کہ دین کی حقیقی روح نکل گئی، جھگڑے پیدا ہو گئے اور علماء کے درمیان جنہیں پیغمبر علیہ السلام کی جانشینی کا فرض ادا کرنا تھا سر پھٹول [9] ہونے لگی۔

دنیا میں نبوت کا سب سے بڑا کام تکمیل اخلاق ہے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے فرمایا" بعثت لاتمم مکارم الاخلاق "یعنی میں نہایت اعلیٰ اخلاق کے اتمام کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ اس لئے علماء کا فرض ہے کہ وہ رسول اللہ کے اخلاق ہمارے سامنے پیش کریں تا کہ ہماری زندگی حضور ﷺ کے اسوحسنہ کی تقلید سے خوش گوار ہو جائے اور اتباع سنت زندگی کی چھوٹی چھوٹی چیزوں تک جاری وساری ہو جائے۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے خربوزہ لایا گیا

---

[9] حضرت علامہ رحمۃ اللہ علیہ نے علماء کی جس بے عملی کا ذکر کیا ہے وہ خطاب اب پہلے سے بھی زیادہ تشویشناک ہے

تو آپ نے کھانے سے انکار کردیا اور کہا کہ مجھے معلوم نہیں کہ رسول اللہ نے اس کو کس طرح کھایا ہے۔ مبادا میں ترکِ سنت کا مرتکب ہو جاؤں۔

کامل بسطام در تقلید فرد

اجتناب از خوردن خربوزہ کرد

افسوس ہے کہ ہم میں بعض چھوٹی چھوٹی باتیں بھی موجود نہیں ہیں جن سے ہماری زندگی خوش گوار ہو اور ہم اخلاق کی فضا میں زندگی بسر کر کے ایک دوسرے کے لئے باعث رحمت ہو جائیں اگلے زمانے کے مسلمانوں میں اتباع سنت سے ایک اخلاقی ذوق ملکہ پیدا ہو جاتا تھا اور وہ ہر چیز کے متعلق خود ہی اندازہ کر لیا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کا رویہ اس چیز کے متعلق کیا ہو گا۔

حضرت مولانا روم بازار میں جا رہے تھے آپ کو بچوں سے محبت تھی، بچے کھیل رہے تھے، ان سب نے مولانا کو سلام کیا اور مولانا ایک ایک کا سلام الگ الگ قبول کرنے کے لئے دیر تک کھڑے رہے، ایک بچہ کہیں دور کھیل رہا تھا اس نے وہی سے پکارا اور کہا کہ حضرت ابھی جایئے گا نہیں میرا سلام لیتے جایئے گا بچے کی خاطر دیر تک توقف فرمایا اور اس کا سلام لے کر گئے کسی نے پوچھا حضرت آپ نے بچے کے لئے اس قدر توقف کیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر رسول ﷺ کو اس قسم کا واقعہ پیش آتا تو حضور بھی یوں ہی کرتے گویا ان بزرگوں میں تقلید رسول اور اتباع سنت سے ایک خاص اخلاقی ذوق پیدا ہو گیا۔ اس طرح کے بے شمار واقعات ہیں، علماء کو چاہیئے کہ ان کو ہمارے سامنے پیش کریں۔ قرآن وحدیث کے غوامض بتانا بھی ضروری ہے لیکن عوام کے دماغ ابھی ان مطالبِ عالیہ کے متحمل نہیں، انہیں فی الحال صرف اخلاق نبویؐ کی تعلیم دینی چاہیئے۔[۱۰]

حضرت علامہ کے اس بیان یا تقریر کے شروع میں مرتب نے تحریر کیا ہے کہ ایک ایسی

---

۱۰ ایضاً صفحہ ۳۰۵-۳۰۹

جماعت پیدا ہو گئی ہے جو اس مبارک تقریب کو مٹانے کے در پے ہے حقیقت یہ ہے کہ عید میلاد النبی کو اجتماعی اور قومی سطح پر منانے کے بیسوی صدی عیسوی کے شروع میں ایک زبردست تحریک اٹھی تھی اور اس تحریک کو کامیاب بنانے میں "تہذیب نسواں" لاہور کا بہت اہم حصہ تھا۔ اس تحریک کی بدولت چند ہی سالوں میں برصغیر کے گوشے گوشے میں یہ مبارک تقریب قومی سطح پر منائی جانے لگی اور اس کو دیکھ کر ایک ایسا طبقہ جو بظاہر مسلمان کہلاتا ہے اس تحریک کے خلاف کھل کر میدان میں آ گیا۔ اس نام نہاد طبقہ کے رد میں ایک دردمند خاتون سیدہ جمیلہ قطب نے ایک مضمون بعنوان "انعقادِ بزم میلاد" تحریر کیا جو 25 مارچ 1911ء کے تہذیب میں چھپا۔ یہ مضمون اتنا ہی ایمان افروز اضروری ہے۔ جتنا کہ آج سے 97 سال پہلے تھا۔ یہ مضمون سبیل الرشاد مرتب سید ممتاز علی کے چار صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

''افسوس ہمارے ہندوستان میں بعض وہمیوں کا ایک ایسا گروہ پیدا ہوا جو پہلے میلاد شریف کو جائز سمجھتا تھا وہ فقط قیام کا منکر تھا لیکن اب سرے سے میلاد شریف کو بدعت سمجھتا ہے۔ خبر نہیں یہ لوگ میلاد شریف میں کون سی بات قرآن وحدیث کے خلاف دیکھتے ہیں۔ کہ رسول اللہ کے پیدا ہونے کی خوشی کو برا سمجھتے ہیں۔ جب آنحضرت ﷺ کا پیدا ہونا ہمارے لئے نعمت عظمیٰ ہے تو مطابق حکم قرآن مجید "واما بنعمۃ ربک فحدث" کہ اپنے پروردگار کی نعمت کا لوگوں کو ذکر سنا کیوں نا آپ کا ذکر کیا جائے اور جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے مومنین پر احسان کیا کہ ان میں رسول پیدا کیا اور رسول بھی ایسا جو رحمتہ العالمین ہے تو آیت ''بفضل اللہ و برحمتہ فبذالک فلیفرحو'' اللہ تعالیٰ کے اس فضل ورحمت پر مومنین کو خوب خوشی منانی چاہیئے) کے مطابق کیوں نہ سامانِ سرور یعنی محفل سجائی جائے احباب کو جمع کرنے، شیرینی وغیرہ باٹنے کے ساتھ رحمتِ الٰہی کا بیان کیوں نہ کیا جائے آرائش محفل کیوں نہ کی جائے جب وہ اس آیت سے ثابت ہے کہ "من حرم زینۃ اللہ التی اخراج العباوہ والطیبات من الرزق'' (یعنی کس نے حرام کر دیا پاکیزہ

رزق کو اور اللہ تعالیٰ کی اس زینت کو جو اس نے اپنے بندوں کے واسطے پیدا کی۔"

چھوہارے کیوں نہ بانٹے جائیں جب آنحضرت ﷺ نے فرمایا "اتقوا النار لو بشق تمرۃ" یعنی آدھا چھوہارا دیکر دوزخ کی آگ سے بچو۔

مکان کو معطر کیوں نہ کیا جائے جب کہ سب جانتے ہیں کہ خوشبو آپ ﷺ کو نہایت محبوب تھی، لوبان کیوں نہ جلایا جائے جب کہ مسلم نے روایت بیان کی ہے:۔ ابن عمر جس وقت خو شبو کی دھونی لیتے تھے تو خالص لوبان کی دھونی لیتے تھے تو لوبان کے ساتھ کافور بھی ملا دیتے تھے اور فرماتے کہ رسول خُدا اس قسم کی خوشبو جلا کر دھونی لیا کرتے تھے۔[1]

معترضین نے نہ صرف "میلاد شریف" کی مخالفت کی ہے بلکہ اس احترام، عقیدت اور تقدس کو بھی عوام کے قلوب سے مٹانے کی کوشش ہے جو انہیں حضور رسالتمآب ﷺ کی ذات پاک سے ہے کیونکہ ان کے نزدیک محافل میلاد شریف کو بند کرانے کا سب سے بہترین طریقہ یہی ہے کہ عوام کے دلوں سے محبت رسول ﷺ کے جذبے کو ختم کر دیا جائے اس کی ایک مثال ملاحظہ ہو۔ اس مثال کا تعلق ایک ایسی ہستی سے ہے جو علمائے دیوبند میں "استاذ الکل" کے لقب سے مشہور و معروف ہے۔ اس سے مراد مولانا سلیمان ندوی صاحب جانشین علامہ شبلی نعمانی ہیں۔

استاذ الکل نے اپنے مرشد مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کی تصانیف و تالیفات کے بارے میں ''معارف'' اعظم گڑھ میں ایک مضمون بعنوان حکیم الامت کے ''آثار علیمہ'' کے نام سے لکھا لیکن اس میں تھانوی صاحب کی تصنیف ''حفظ الایمان'' کا قصداً ذکر نہ کیا کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ اس کتاب کی ایک ایمان سوز عبارت نے عاشقانِ رسول ﷺ کے قلوب پر گہرے زخم لگائے ہیں۔

اس پر معارف کے ایک قاری جناب محمد اویس صاحب گوڑگانوی نے جناب سلیمان ندوی صاحب کو جو مراسلہ بھیجا اور ندوی صاحب کی طرف سے اس کا جواب دیا گیا اُسے ملاحظہ

---

[1] [illegible] صفحہ ۴۴ - ۴۵

کریں۔

سوال محمد ادریس صاحب

"مولانا صاحب۔ السلام علیکم

حکیم الامت کے آثارِ علیمہ "معارف فروری 1944ء سے جناب کی اراوت ظاہر ہے لیکن مورخ کو تصویر کے دونوں مدنظر ہوتے ہیں تمام مضمون بار بار دیکھا کتاب ''حفظ الایمان '' جو مولانا کی عقائد میں خاص تصنیف ہے کہیں نظر نہ آئی جس کے ایک توہین آمیز فقرے نے اہل اسلام میں شور برپا کردیا۔ براہ کرم اس فقرے پر خیال آرائی فرما کر اہل ایمان کے شکوک رفع فرمائیں۔ کتاب ''حفظ الایمان'' کا وہ فقرہ حسب ذیل ہے۔

اگر آنحضرت ﷺ کو کلی علم غیب تھا تو یہ ناممکن اور اگر جزوی تھا تو ایسا زید، بکر مجنوں ، دیوانا بلکہ جمیع حیوانات کو ہے" جواباً ارشاد ہوتا ہے۔

السلام علیکم ورحمتہ اللہ عنایت نامہ ملا، اس برقت تنبیہہ کا شکریہ جو اُمید ہے خلوص کے ساتھ کی گئی ہے اور میرا جواب بھی اسی اخلاص پر مبنی ہے۔ حضرت مولانا حکیم الامت کی کتاب ''حفظ الایمان'' کے جس فقرہ کی طرف آپ نے توجہ دلائی ہے وہ معناً اپنے مقام پر صحیح ہے اور کسی ترمیم یا تصحیح کی اس میں ضرورت نہیں لیکن چونکہ بعض حضرات کے اعتراضات سے حضرت مصنف کو جب یہ معلوم ہوگیا کہ یہ فقرہ ان بعض حضرات کے لئے معاذ اللہ توہین نبوت کا موہم ہوا ہے تو حضرت ممدوح نے اس کی جگہ اس معنی کی دوسری عبارت ''حفظ الایمان'' کے دوسرے ایڈیشن میں بدل دی اور بطور ضمیمہ بھی شائع کردی جو شاید آپ کی نظر سے نہیں گزری چنانچہ وہ عبارت یہ ہے۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ﷺ کی کیا تخصیص ہے۔ مطلق بعض علومِ غیبیہ تو غیر انبیاء علیہم السلام کو بھی حاصل میں تو چاہئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے۔[۱۲]

دیکھا آپ نے ندوی صاحب اپنے مرشد کی پہلی ایمان سوز عبارت کو نہ صرف معناً ہی

---

۱۲ معارف اعظم گڑھ اگست ۱۹۴۴ء جلد ۲/۵۴ صفحہ ۱۳۹-۱۴

صحیح سمجھتے ہیں بلکہ اس میں ترمیم واصلاح کے بھی قائل نہیں اور عبارت میں جو بادل نخواستہ تبدیلی کی گئی ہے وہ خلوص دل سے نہیں کی گئی بلکہ صرف چند سر پھرے مولویوں کے خوف سے۔

ندوی صاحب کا کہنا بھی صحیح نہیں کہ دوسرے ایڈیشنوں یا اس کے بعد ایڈیشنوں میں عبارت تبدیل کر دی گئی ہے۔ بازار میں جو عام طور پر حفظ الایمان ملتی ہے اس کے متن میں وہ ایمان سوز عبارت بعینہ موجود ہے۔ جناب محمد اویس صاحب نے تو عبارت کو پیش کرتے وقت مختصر کر دیا ہے۔ عام قارئین کی آگاہی کے لئے پوری عبارت درج ذیل ہے۔

"آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب، اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید عمر بلکہ ہر صبی ومجنوں بلکہ جمیع حیوانات واور بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔[۱۳]

خدا کی قدرت تو دیکھیے کہ ایک طرف نام نہاد علماء وفقہا اشرف ترین اور بزرگ ترین ہستی کے میلادِ مبارک کو بدعت اور ناجائز کہتے نہیں تھکتے دوسری طرف ایک دیوانہ محمد ﷺ اپنے پس ماندگان کو وصیت کرتا ہے کہ میرے مرنے کے بعد میرے وہ چند اشعار جو میں نے ایک کاغذ پر لکھ رکھے ہیں میری لحد میں رکھ دیئے جائیں تاکہ میری بخشش کا سامان یہ اشعار بن جائیں۔

جناب سید نذیر نیازی صاحب مرحوم اپنی بے مثل تخلیق "دانائے راز" میں تحریر کرتے ہیں۔

"گرامی کی وصیت تھی کہ ان کی ایک رباعی اور نعت کے چند اشعار جو ایک پرزۂ کاغذ پر لکھ رکھے ہیں لحد میں رکھ دیئے جائیں۔ مگر یہ تحریر نہ مل سکی۔ ایک روز بیگم کے خواب میں آئے، کہنے لگے بخشش کا فکر نہ کرو، رباعی اور نعت لوحِ مزار پر کندہ کرا دو تعمیل ارشاد کر دی گئی۔

رباعی یہ ہیں۔

---

۱۳ حفظ الایمان تصنیف اشرف علی تھانوی مطبوعہ دیوبند صفحہ نمبر ۸

خاور دمداز شبم باایں تیرہ شبی
کوثر چکداز لبم بہ ایں تشنہ لبی
اے دوست ادب کہ درحریم دل ماست
شاہنشاہِ کونین رسولِ عربی

نعت کا آخری شعر ہے۔

گرامی در قیامت آں نگاہ معرفت خواہد
کہ در آغوش گیرد جرم ہائے بے حسابش را [۱۴]

(۳) حضرت علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ کے ایک دوست محمد جمیل صاحب نے جب انہیں یہ اطلاع دی کہ جنوبی ہندوستان میں عید میلاد النبی ﷺ بڑی عقیدت واحترام سے منائی جارہی ہے تو بہت خوش ہوئے اورانہیں جواباً تحریر فرمایا۔

"مجھے اس اطلاع سے بے حد مسرت ہوئی کہ جنوبی ہندوستان میں "یوم النبی" کی تقریب کے لئے ایک ولولہ پیدا ہو گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہندوستان میں ملتِ اسلامیہ کی شیرازہ بندی کے لئے رسول اکرم ﷺ کی ذات اقدس ہی ہماری سب سے بڑی اور کارگر قوت ہو سکتی ہے، مستقبل قریب میں جو حالات پیدا ہونے والے ہیں ان کے پیش نظر مسلمانان ہند کی تنظیم اشد لازمی ہے۔

عبدالمجید صاحب قریشی بانی تحریک سیرت آج تشریف لائے ہوئے تھے، میں نے انہیں بتایا ہے کہ کس طرح اس تحریک کو ہندوستان میں خدمتِ اسلام کے لئے موثر و مفید بنایا جا سکتا ہے۔ [۱۵]

جناب قریشی صاحب کی قائم کردہ "سیرت کمیٹی" کی کامیابی اور تبلیغی کوششوں سے متاثر ہوکر حضرت علامہ نے چند دردمند مسلمان دوستوں کے ہمراہ درج ذیل بیان جاری کیا جس

---

۱۴ دانائے راز تصنیف سید نذیر نیازی لاہور ۱۹۷۹ء صفحہ ۲۳-۲۴

۱۵ اقبال نامہ حصہ دوم لاہور ۱۹۹۱ صفحہ ۹۲-۹۳

میں سیرت کمیٹی کی خدمات کو سراہا ہے اور قدر کی نگاہوں سے دیکھا ہے۔

''حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی اشاعت و اطاعت دونوں جہاں کی سعادت اور سرخروئی کا سرچشمہ ہے۔ اگر مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم الشان اخلاق و اعمال کو اپنے سامنے رکھ کر ان کے مطابق زندگی بسر کرتے تو اقوام عالم میں وہ سب سے اونچی جگہ کے مستحق ہوتے اور اب بھی ان کے منظم اور متحدہ ہونے، بھائی بھائی بننے، دولتِ ایمان حاصل کرنے اور اسلام کی عظمت اور سچائی تک پہنچنے کا سب سے سچا اور سیدھا راستہ ایک ہی ہے اور وہ یہ ہے کہ مسلمان اپنی عملی اور اخلاقی زندگی میں رسول اللہ کے نیک نمونہ کی پیروی کریں۔

یہ حقیقت محتاجِ بیان نہیں کہ سیرت کمیٹی پٹی (ضلع لاہور) کی نیک کوششوں سے مسلمانان عالم سیرت پاک کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں اور تمام دنیائے اسلام کے اکابر، علماء اور سلاطین تک نے اس تحریک کا خیر مقدم کیا ہے، مزید برآں سیرت کمیٹی کے نصف درجن سے زیادہ مبلغ اور داعی ہندوستان اور غیر مما لک میں میں مصروف عمل ہیں اور سب سے زیادہ قابلِ قدر اور لائق تعریف بات یہ ہے کہ سیرت کمیٹی اس مبارک تحریک کو شروع ہی سے تجارتی بنیادوں پر چلا رہی ہے اور گزشتہ چار سال کے عرصے سے اسے پبلک چندہ سے پاک رکھا گیا ہے اور تحریک اور اس کے مبلغوں کے اخراجات اخبار ''ایمان'' اور کتب سیرت کے منافع سے پورے کئے جاتے ہیں۔

سیکرٹری کی رپورٹ سے معلوم ہوا ہے کہ سیرت کمیٹی اپنے مبلغوں کی جماعت کو سرحد، سندھ، گجرات، سی پی اور بمبئی کے علاقوں میں بھیج رہی ہے تا کہ وہ مسلمانوں کو حضرت رحمتہ للعالمین کے نقش قدم کی پیروی کی دعوت دیں۔ ہم ان صوبوں کے معززین، امرا، علما اور اسلامی مجلس کے اراکین سے بزور استدعا کرتے ہیں کہ سیرت رسول ﷺ کے مبلغوں اور سفیروں کی ان کے نیک اور عظیم الشان کام میں تہ دل سے امداد فرمائیں۔ عرض کرنے کی ضرورت نہیں کہ اس

کائنات میں سب سے زیادہ بابرکت، مقبول و مفید اور قابل عزت کام جو خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور خلق خدا کی بہبود کا جامع ہو یہ اور صرف یہ ہے کہ فرزندان اسلام متحد اور متفق ہو کر پوری مستعدی اور اخلاق سے حضرت ختم المرسلین ﷺ کے اسوۂ پاک کی منادی کریں۔ اور اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لیں کہ اسوۂ رسول ﷺ کی اشاعت کرنا دین و دنیا، مغفرت و نجات، مذہب و سیاست اور رضائے حق اور قبولِ الٰہی کے جملہ سرشتوں کی جان ہے۔[۱۶]

مجلس میلاد شریف میں ''قیام'' ایک اہم مسئلہ ہے اس کے متعلق سید ممتاز علی صاحب دیوبندی اور سرسید احمد خاں صاحب مرحوم کے قول و فعل کا مطالبہ بھی دلچسپی سے خالی نہیں۔

سید ممتاز علی صاحب کا ارشاد ہے۔

''رہا قیام مجھے ایسی محفل میلاد میں شریک ہونے کا اتفاق نہیں ہوا جس میں قیام ہوا ہو بہت سے لوگ اس قسم کی محفلوں میں قیام بھی نہیں کرتے، مگر جو کرتے ہیں وہ بُرا نہیں بلکہ اچھا کرتے ہیں۔ جب کسی کے مرنے پر ماتمی جلسہ کیا جاتا ہے تو تقریروں کے بعد جب موت کے افسوس کا ریزولیوشن پاس ہونے لگتا ہے تو اس وقت سب حاضرین مجلس کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہ سب اس عزیز مرحوم کی تعظیم کا نشان ہے اور سمجھا جاتا ہے کہ وہ روح اس وقت وہاں موجود ہے اور بہت اغلب ہے کہ وہ موجود ہوتی ہو۔ پس بڑی حیرت اور شرم کی بات ہے کہ ہم دنیا کے معمولی آدمیوں کی روح کی کھڑے ہو کر تعظیم کرتے بجالائیں اور سرور کائنات ﷺ کی روح پرفتوح کی تعظیم نہ کریں۔ جب ہم پیغمبر خدا ﷺ کی روح مبارک کے آنے کا ذکر کرتے ہیں تو میں اس کے صرف یہ معنی سمجھتا ہوں کہ ہم اس وقت اس روح مطہر کے احاطہ رویت و سماعت میں آجاتے ہیں۔ پس ہم اگر آپ کی نگاہ و سماعت میں آگئے تو یہی آپ کی تشریف آوری ہے اور یہی آپ کی خدمت میں ہماری حاضری''[۱۷]

سرسید احمد خاں کی مجلسِ میلاد شریف میں حاضری کے ایک عینی شاہد کا بیان ہے۔

---

[۱۶] اقبال ریویو جولائی ۱۹۷۸ء مضمون محمد حنیف شاہد صفحہ ۸۲-۸۳

[۱۷] سبیل الرشاد تصنیف سید ممتاز علی دیوبندی صفحہ ۱۴۶ تا ۱۴۹

''میری اپنی ذاتی ایمانی شہادت یہ ہے کہ میں نے سرسید کو مسجد میں مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ کالج کے طالب علم سالانہ محفل میلاد منعقد کرتے تھے اس میں سرسید آکر بیٹھتے تھے اور آخیر تک بیٹھے رہتے تھے، سلام کے موقع پر سب کے ساتھ کھڑے ہو جاتے تھے۔ سب کے ساتھ بلند آواز سے سلام پڑھتے تھے۔ [۱۸]

مندرجہ بالا عبارتوں پر ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں کہنا چاہتے یہ اپنی وضاحب آپ ہیں۔

اب اخر میں حضرت علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ کے عشق رسول ﷺ کے متعلق جناب فقیر سید وحید الدین کی ایک مختصر تحریر اور حضرت علامہ کی چند نعتیہ اشعار پیش کر کے اس موضوع کو سمیٹا جاتا ہے۔ اگر زندگی نے وفا کی تو اس موضوع پر انشاءاللہ تفصیلی بحث کی جائے گی جس کا یہ بجا طور پر مستحق ہے۔

فقیر سید وحید الدین فرماتے ہیں۔

''ڈاکٹر محمد اقبال کی سیرت اور زندگی کا سب سے زیادہ ممتاز محبوب اور قابل قدر وصف جذبہ عشق رسول ہے، ذات رسالت مآب کے ساتھ انہیں جو والہانہ عقیدت تھی اس کا اظہار ان کی چشم نمناک اور دیدۂ تر سے ہوتا تھا کہ جہاں کسی نے حضور ﷺ کا نام ان کے سامنے لیا ان پر جذبات کی شدت اور رقت طاری ہوگئی اور آنکھوں سے بے اختیار آنسو رواں ہو گئے رسول ﷺ کا نام آتے ہی ان کا ذکر چھیڑتے ہی اقبال بے قابو ہو جاتے۔

عشق رسول ڈاکٹر اقبال کے رگ و پے میں سرایت کر گیا تھا اور ان کے ذہن و فکر پر چھا گیا تھا وہ کتنے بڑے فلسفی تھے اور فلسفہ کا سارا معاملہ عقل کے بل بوتے پر چلتا ہے۔ مگر رسول اللہ ﷺ کی سیرت کو وہ عقل کی کسوٹی پر جانچنے کی جرات نہ کرتے تھے، اس معاملہ میں وہ ایمان بالغیت کے قائل تھے۔ پس جو حضور ﷺ نے فرمادیا وہ دین و ایمان اور سر آنکھوں پر اس بارگار میں چون

---

[۱۸] البصیر چنیوٹ شبلی نمبر جون تا دسمبر ۱۹۵۷ء مضمون ڈاکٹر شیخ عبداللہ صفحہ نمبر ۱۶۶

وچرا کی گنجائش نہیں، سمعنا واطعنا، فرمانبرداری اور غلامی، یہی ایمان کی دلیل بلکہ بنیاد ہے۔

بہ مصطفےٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نرسیدی تمام بولہبی است

اقبال کی شاعری کا خلاصہ جوہر اور لب لباب عشق رسول اور اطاعت رسول ہے میں نے ڈاکٹر صاحب کی صحبتوں میں عشق رسول کے جو مناظر دیکھے ہیں ان کا لفظوں میں اظہار بہت مشکل ہے وہ کیفیتیں بس محسوس کرنے کی تھیں۔"[۱۹]

نعتیہ اشعار:

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب
گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب
عالم آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ
ذرہ ریگ کو دیا تونے طلوعِ آفتاب
شوکت سنجرو سلیم تیرے جلال کی نمود
فقیر جنید وبا یزید تیرا جمال بے نقاب
شوق ترا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب
تیری نگاہ ناز سے دونوں مراد پا گئے
عقل غیاب و جستجو۔ عشق حضور واضطراب

(بال جبریل)

پیش اوگیتی جبیں فرسودہ سب خویش راخود عبدہ، فرمودہ است
جوہر او نے عرب نے اعجم است آدم است وہم ز آدم اقدم است
عبدہ، صورت گر تقدیر ہا اندر و ویرانہ ہا تعمیر ہا

---

[۱۹] روزگار فقیر تالیف فقیر سید وحید الدین لاہور ۱۹۶۳ء بار دوم صفحہ ۵۹۴

عبدہ، ہم جانفزا ہم جانستان عبدہ، ہم شیشہ ہم سنگ گراں
عبدہ دیگر عبدہ، چیزے دگر ما سراپا انتظار او منتظر
عبدہ، دہراست و دہراز عبدہ، ست ماہمہ رنگیم او بے رنگ و بوست
عبدہ، با ابتدا بے انتہاست عبدہ، راصبح و شام ماکجاست
کس زسرِ عبدہ، آگاہ نیست عبدہ، جز سرِ الا اللہ نیست
لا اللہ تیغ و دم او عبدہ، فاش تر خواہی بگو ہو عبدہ
عبدہ، چند و چگونِ کائنات عبدہ، رازِ وردنِ کائنات

مدعا پیدا نہ گردو زیں دوبیت
تانہ بینی از مقامِ مارمیت

(جاویدنامہ)

بیا اے ہم نفس باہم بنالیم من و تو کشتہ شانِ جمالیم
دو حرفے برمرادِ دل بگوئیم بپائے خواجہ چشماں رابمالیم
مسلماں آں فقیر کج کلا ہے رمید از سینئہ او سوز آ ہے
دلش نالد چرا نالد جو نداند نگا ہے یا رسول اللہ نگا ہے
بہ پایاں چوں رسد ایں عالمِ پیر شود بے پردہ ہر پوشیدہ تقدیر
مکن رسوا حضورِ خواجہؐ مارا حساب من زچشم او نہاں گیر

ﷺ

(ارمغانِ حجاز)

سید نور محمد قادری چک نمبر 100 شمالی ضلع کوہاٹ
۲۲ رمضان المبارک ۱۴۱۶ ھ
۳ جون ۱۹۸۴ء

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

از خواجہ غریب نواز عطائے رسول سلطان الہند حضرت سید محمد معین الدین حسن چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ (وصال ۶۳۳ھ ۱۲۳۶ء)

در جاں چو کرد منزل جانانِ ما محمد ﷺ
صد در کشادہ در دل ِاز جان ِما محمد ﷺ

مستغرقِ گناہیم ہر چند عذر خواہیم
پژمردہ چوں گیا ہیم بارانِ ما محمد ﷺ

ما طالب خدائیم بر دینِ مصطفائیم
بر در گہش گدائیم سلطانِ ما محمد ﷺ

از درد زخمِ عصیاں ما را چہ غم چو سازد
از مرہم ِشفاعت درمانِ ما محمد ﷺ

از آب و ِگل سرودے و از جان و دل درودے
داں راکہ نیست باور بُرھانِ ما محمد ﷺ

در باغ و بوستانم دیگراں مخواں معینی
با غم بس است قرآن ُبستانِ ما محمد ﷺ

☆☆☆☆☆

نظام تعلیم انا مدینۃ العلم کا عرفان
ادائے حسن ادب چشتیہ خواجگان

علم و عمل علی بابہا کا فیضان
عشق حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم و رحمان

علمی روحانی ادبی اور اخلاقی قدروں کی

ترجمان درسگاہ

قائم شدہ: ۱۴۲۸ھ ۲۰۰۷ء
زیر تعمیر:

جامعہ قادریہ عارفیہ (رجسٹرڈ)

گیلان شریف (چک گلاں غربی) ڈسکہ ضلع سیالکوٹ

زیر نگرانی سجادگان کرام

پیرزادہ پیر سید محمد شاہ صاحب
صدر: اجالا ویلفیئر سوسائٹی

پیرزادہ سید سعید احمد شاہ صاحب ایڈووکیٹ
صدر: شہسوار فاؤنڈیشن

مہتمم جامعہ ہذا

پیرزادہ سید عاشق حسین شاہ عارفی
صدر السادات سٹیزن کمیونٹی بورڈ

آستانہ عالیہ قادریہ چشتیہ صابریہ عارفیہ گیلان شریف
0321-5667411

T.M Art Press Lhr. / 0300-4460921